

حکمت مودودیؒ

اسلام: وجودِ پاکستان کے لیے ناگزیر

ایک انتباہ!

ستوپا مشرقی پاکستان کے بعد سید مودودی علیہ الرحمہ کے ایک اہم خطاب سے اقتباس۔ یوم پاکستان پر یہ ایک انتباہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ (ادارہ)

اسی شہر لاہور میں جس وقت مسلمانوں نے یہ طے کیا تھا کہ ہم ایک الگ خطہ زمین حاصل کریں گے۔ اس وقت تمام متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ارادہ یہ تھا کہ قطع نظر اس کے کہ وہ پاکستان میں شامل ہو سکیں یا نہ ہو سکیں، لیکن ایک خطہ زمین ہندوستان میں ایسا حاصل کیا جائے جس کے اندر اسلامی تہذیب کو زندہ کیا جائے، جس کے اندر اسلامی قوانین جاری ہوں، جس میں مسلمان اپنے نظریہ حیات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ یہ جذبہ جنوبی ہند کے آخری گوشوں سے لے کر شمالی اور مغربی ہندوستان کے انتہائی گوشوں تک تمام مسلمانوں میں یکساں طور پر پایا جاتا تھا۔ اُن مسلمانوں میں بھی پایا جاتا تھا جن کو کبھی یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ کبھی پاکستان میں شامل ہو سکیں گے۔ اسی چیز کے نتیجے میں پاکستان بنا۔

اگر مسلمانوں میں مسلمان ہونے کا احساس تمام دوسرے احساسات پر غالب نہ ہوتا، اگر مسلمان اس بات کو بھول نہ گئے ہوتے کہ ہم مدراسی ہیں، پنجابی ہیں، بنگالی ہیں، گجراتی ہیں، پٹھان ہیں اور سندھی ہیں اور صرف ایک تصور ان کے اوپر غالب نہ ہوتا کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی حیثیت سے اس سرزمین میں جینا چاہتے ہیں تو پاکستان کبھی وجود میں نہیں آ سکتا تھا،

بلکہ پاکستان کا تخیل ہی نہ ہو سکتا تھا۔

پاکستان کا تخیل ہمارے مسلمان ہونے کے احساس پر مبنی تھا۔ پاکستان کا تخیل ہمارے اس جذبے پر مبنی تھا کہ ہم اسلام کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ یہ عام مسلمانوں کے احساسات تھے۔ مجھے کچھ پتا نہیں کہ بڑے بڑے لیڈروں کے ارادے کیا تھے اور ان کے احساسات کیا تھے؟ یہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ ہمارے کھاتے پیتے طبقوں کے احساسات کیا تھے؟ یہ بھی میں نہیں جانتا کہ جو لوگ ہمارے ہاں سرکاری ملازمتوں میں اُونچے مناصب پر تھے ان کے کیا خیالات تھے اور اس وقت وہ کیا سوچ رہے تھے، لیکن عام مسلمان یہی کچھ سوچ رہا تھا، اور اس نے یہی سمجھتے ہوئے اپنی جان و مال لٹائے کہ یہ سب کچھ غلبہٴ اسلام کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس کو یقین تھا کہ ہندوستان کے ہندوان سے بدلہ لیے بغیر نہیں رہیں گے۔ ان کے خون کی ندیاں بہائیں گے، ان کی آبرو پر ہاتھ ڈالیں گے، ان کے مال برباد کریں گے، مگر اس کے باوجود انھوں نے اس خطرے کو مول لیا اور اس مملکت کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد کی۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد کیا ایک دن کے لیے بھی یہاں اسلام کے لیے خلوص کے ساتھ کام کیا گیا۔ پوری تاریخ آپ کے سامنے ہے۔

پاکستان بننے کے بعد یہاں اسلام کو مملکت کی بنا قرار دینے میں پس و پیش شروع کر دی گئی۔ بڑی جدوجہد اور مطالبوں کے بعد اگر قرارداد مقاصد پاس کی بھی گئی تو اس کی بنیاد پر اوّل تو دستور بنانے کے بعد بھی اس قرارداد کو محض ایک دیباچے کے طور پر اس میں شامل کیا گیا۔

اس کے ساتھ جس بات کی سب سے پہلے ضرورت تھی وہ یہ کہ نظامِ تعلیم کو تبدیل کیا جائے۔ طلبہ کے اندر اسلام کا فہم پیدا کیا جائے، ان کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنے اس ملک کو اسلام کے مطابق چلا سکیں۔ لیکن اس چیز کی طرف بار بار توجہ دلانے کے باوجود اس کی کوئی فکر نہ کی گئی اور نظامِ تعلیم میں کوئی تغیر نہ کیا گیا۔ اسی طرح سے نشر و اشاعت کے جو ذرائع موجود تھے جن سے لوگوں کی رائے تیار کی جاسکتی تھی، جن سے لوگوں کے ذہن اسلام کے مطابق بدلے جاسکتے تھے، ضرورت تھی کہ ان سے کام لے کر مسلمانوں کے اندر مسلمان ہونے کا جذبہ زیادہ سے زیادہ شدید کیا جائے۔ اس لیے کہ وہی ہماری مملکت کی بنیاد تھی اور ہے۔ اس کے مضبوط رہنے پر اس مملکت کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔

لیکن اس چیز کی طرف بھی توجہ نہیں کی گئی، بلکہ اس کے بالکل برعکس نشر و اشاعت کے تمام ذرائع کو اسلام سے لوگوں کو منحرف کرنے کے لیے استعمال کیا گیا اور ان کے ذریعے ہر طرح کے باطل خیالات اور نظریات پھیلانے گئے۔

تعلیم کے بعد جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت تھی وہ یہ کہ مسلمانوں کے اخلاق کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جاتی۔ کیونکہ ایک اسلامی مملکت کی بنیاد اسلامی فکر کے بعد اسلامی اخلاق ہے۔ اگر اسلامی فکر کے ساتھ اسلامی اخلاق موجود ہو تو ایک نہایت مضبوط و مستحکم مسلم مملکت تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن نہ یہاں اسلامی فکر کو مضبوط کیا گیا اور نہ اسلامی اخلاق کو۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے اخلاق کو خراب کرنے کے لیے جو کچھ کیا جاسکتا تھا وہ کیا گیا۔ مسلمانوں میں تقسیم سے قبل ناچ گانے کا وہ زور نہ تھا جو بعد میں ہوا۔ گوپتے اور نیچے تقسیم سے پہلے مسلمانوں کے ہیرو نہ تھے مگر تقسیم کے بعد [ان پیشوں سے وابستہ لوگ] ہمارے ہیرو قرار پائے۔ تقسیم کے بعد ملک کے دونوں حصوں کے درمیان جو ثقافتی و فوڈ کا تبادلہ ہوتا تھا وہ ناچنے اور گانے والوں کا ہوا۔ گویا یہ تصور کیا گیا کہ ناچ اور گانے سے یہ مملکت قوی ہوگی۔ مسلمانوں میں شراب نوشی بدکاری اور بے حیائی پھیلانے کے لیے جتنا کام انگریز نے ڈیڑھ سو برس کے اندر نہیں کیا تھا وہ ہمارے ہاں [چند] برس کے اندر کر ڈالا گیا۔ اس طرح سے ہمارے افکار کو اسلام سے منحرف کیا گیا۔ ہمارے اخلاق کو اسلام سے منحرف کیا گیا اور ہمارے اندر سے وہ تمام جڑیں کھودنے کی کوشش کی گئی جن کی بنا پر ہم مسلمان تھے اور مسلمان ہونے پر فخر کرتے تھے۔ جو تعلیم ہمیں دی جا رہی تھی وہ لادینیت کی تعلیم تھی۔ اس کے اندر سب کچھ تھا مگر خدا نہ تھا۔ اس میں سب کچھ تھا مگر خدا کا رسول اور خدا کی کتاب نہ تھی۔

• لازمی طور پر اس ماحول میں جو ہماری نئی نسلیں اٹھیں، مشرقی پاکستان میں تھیں تو ان کے اندر بنگالیٹ کا احساس پیدا ہوا۔ مغربی پاکستان میں تھیں تو ان کے اندر پنجابی، سندھی، پٹھان اور بلوچی ہونے کا احساس ابھرنا شروع ہوا۔ ظاہر بات ہے کہ جب مسلمان ہونے کا احساس دے گا تو اس کے بعد اگر کوئی دوسرا احساس ہو سکتا ہے تو مقامی اور علاقائی قومیتوں کا احساس ہو سکتا ہے اور وہی چیز پیدا ہوگی۔

بنگالی مسلمانوں میں بنگالی زبان، بنگالی تہذیب، بنگالی ثقافت، ساری کی ساری وہ پھیلائی گئی جو ان کو ہندوؤں کے ساتھ جوڑتی تھی، مسلمانوں سے الگ کرتی تھی۔ ان کے اسلامی احساسات کو زیادہ سے زیادہ فنا کرنے اور مٹانے کی کوشش کی گئی اور نتیجے میں ان کے اندر بنگالیت اور بنگالیت کے ساتھ ہندوئیت کے احساسات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ آخر کار بنگالی مسلمان نوجوان اور ہندو نوجوان کے درمیان کوئی وجہ امتیاز باقی نہ رہی۔ نہ صرف مردوں میں بلکہ عورتوں میں جو عورتیں بھی نئی تعلیم پانے والی تھیں ان میں اور نئی تہذیب اختیار کرنے والی ہندو بنگالی عورت میں بظاہر کوئی فرق نظر نہ آتا تھا۔ وہی ان کی تہذیب، وہی ان کے تصورات اور وہی ان کا تاج گانا....

آپ نے اس کا نتیجہ اب دیکھ لیا کہ آخر کار وہاں وہ تحریک اٹھی جس کے چلانے والے جس کے لیڈر اور جس کے کارکن نہ صرف یہ کہ اسلام کے تصورات سے خالی تھے، نہ صرف یہ کہ اسلام سے منحرف تھے بلکہ ان کے اندر اسلام کے لیے چڑ پیدا ہوئی۔ وہ اسلام کا نام سننا گوارا نہیں کرتے تھے..... ان کے اندر نفرت مغربی پاکستان کے خلاف اس حد تک پھیلی کہ آخر کار انھوں نے ارادہ کر لیا کہ چاہے کافروں سے بھی مدد لینی پڑے لیکن ہم کو مغربی پاکستان سے الگ ہونا ہے۔ تاریخ میں بہت کم مثالیں آپ کو ایسی ملیں گی کہ مسلمانوں نے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے کافروں سے مدد حاصل کی ہو۔ یہاں یہ مثال دیکھی گئی کہ مسلمان، بت پرستوں سے اس غرض کے لیے مدد لیتے ہیں کہ مسلمان مملکت سے الگ ہوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑیں۔ اس طرح سے آخر کار مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا۔

ظاہر بات ہے کہ مشرقی پاکستان نہ فوج کی طاقت سے اور ہتھیاروں کی طاقت سے پاکستان میں شامل ہوا تھا اور نہ ان کی طاقت سے شامل رکھا جاسکتا تھا۔ وہ اگر شامل ہوا تھا تو اسلامی احساسات کی بنا پر، مسلمان ہونے کے جذبات کی بنا پر شامل ہوا تھا، اپنے ارادے سے شامل ہوا تھا، کسی نے اسے فتح کر کے شامل نہیں کیا تھا۔ اور آخر کار آپ نے اسلام سے اپنے انحراف کی بنا پر ان کے اندر مسلمان ہونے کے احساس کو دبا دیا بلکہ مٹا دیا، تو ظاہر ہے کہ فوج کی طاقت سے ان کو مٹا دیا۔ © rasailojaraid.com

انہوں نے دیکھا کہ پاکستان کی فوج کے مقابلے میں وہ نہیں لڑ سکتے تو انہوں نے ہندستان کو دعوت دی، اس کی مدد حاصل کی اور اس کے ذریعے سے علیحدہ ہو گئے۔

اب اس کے بعد صرف مغربی پاکستان رہ گیا ہے جس کو ہندستان کے مقابلے میں تقریباً ایک اور گیارہ کی نسبت ہے، پہلے ایک اور پانچ کی نسبت تھی۔ اس خطے کے اندر بھی آپ دیکھیے کہ اسلام سے انحراف کے نتیجے میں کیا صورت پیدا ہوگی۔ اس خطے میں بھی چونکہ اسلامی تعلیم نہیں دی گئی نہ اسلامی اخلاق پیدا کیے گئے بلکہ الٹا اسلامی تصورات کو دبایا گیا اور غیر اسلامی تصورات کو ابھرنے کا موقع دیا گیا، اس لیے یہاں بھی الحاد، دہریت، سوشلزم اور دوسرے لادینی نظریات پھیلے اور اخلاقی اباحت کو فروغ حاصل ہوا۔

اس کے نتیجے میں آپ دیکھیے یہاں پنجابی، پٹھان، سندھی اور بلوچی ہونے کے احساسات ابھر رہے ہیں اور مسلمان ہونے کا احساس ختم ہو رہا ہے۔ اب اس خطے کے ٹکڑے اڑتے نظر آ رہے ہیں۔ اس خطے کو بھی جمع کر کے رکھنے والی اگر کوئی چیز تھی تو وہ اسلام اور مسلمان ہونے کا احساس تھا۔ اگر اس چیز کی اب فکر نہ کی گئی تو یہ بھی منتشر ہو جائے گا، اور پھر منتشر ہو جانے کے بعد اس کا کوئی حصہ بھی آزاد نہ رہے گا۔ یہ سب غلام بن جائیں گے اور یہ غلامی اس سے بدتر ہوگی جو تقسیم سے پہلے آپ کی غلامی تھی۔ (مولانا مودودی کی دو اہم تقاریر، مرکزی مجلس شوریٰ سے خطاب ۱۲-۱۷ فروری ۱۹۷۲ء، ص ۶-۱۰)

اعتذار: فروری کے شمارے میں بیک ٹائٹل کے اشتہار میں سبحان اللہ لکھے جانے پر ہمارے متعقد قارئین نے توجہ دلائی ہے۔ ہم اس فردگزاشت پر معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

اعتدال پسندی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے سب سے بڑے اعتدال پسند تھے۔ اب جو اسوۂ رسولؐ سے جتنا قریب ہے اتنا ہی اعتدال پسند اور جتنا دُور ہے اتنا ہی انتہا پسند ہے۔

— لیکن فی زمانہ الفاظ کے معنی بدل گئے ہیں جو جتنا دُور ہے اتنا ہی اعتدال پسند اور جو جتنا قریب ہے اتنا ہی انتہا پسند کہا جا رہا ہے۔
— اعتدال پسند مسلمان کا مطلب بے عمل مسلمان ہو گیا ہے جو خلاف اسلام کام بھی خوشی سے کرے۔

آئیے، حقیقی اعتدال پسند بنیے:

اسلام دین فطرت اور دین اعتدال ہے

رسول اللہ اس کا بہترین نمونہ تھے

اسوۂ رسولؐ کو اپنی زندگی کے ہر دائرے کے لیے نمونہ عمل بنائیے

اسی میں دنیا اور آخرت کی فلاح ہے

فرد کے لیے بھی قوم کے لیے بھی